حضرت العلام مولانا حافظ محمد گوندلوی مدظلہ العالی

دوامِ حدیث

قسط نمبر ۱۹

# ایک اسلام

**مباشرت در حیض:**

"قرآن شریف میں مذکور ہے:

یسئلونک عن المحیض قل ھو اذی فاعتزلوھن فی المحیض ولا تقربوھن حتی یطھرن فاذا تطھرن فاتوھن من حیث امرکم اللہ"

اس آیت میں دو حکم دیئے گئے ہیں:

اول حیض کی حالت میں عورتوں سے دور رہیئے، دوم ان کے قریب تک مت جائیے ذرا دیکھیں، حدیث نے اس قریب و دور کی کیا تشریح پیش کی ہے:

"عن عائشۃ کان یامرنی فاتزر فیباشرنی وانا حائض"

حضرت عائشہ فرماتی ہیں، مجھے آپ حکم دیتے، میں ازار باندھ لیتی، پھر مجھ سے مباشرت کرتے۔"

اس سے اگلی حدیث کا ترجمہ یہ ہے، عائشہ فرماتی ہیں، جب حضور حیض کی حالت

ہیں مباشرت کا ارادہ فرماتے تو پہلے ایک تہ پوشی پہنا دیتے، پھر مباشرت کرتے۔
یہ ہے فریب دہ دوُر کی تشریح حدیث کی!
ہم عرض کر چکے ہیں کہ محرکات گناہ سے بچنا بھی اتنا ہی ضروری ہے، جتنا گناہ سے،
اور اسی لئے قرآن نے بار بار کہا ہے، حدود اللہی کے قریب مت جاؤ، فواحش
کے قریب مت جاؤ، مشہور حدیث ہے:
"من حام حول الحمی وقع فیہ"
کہ "چراگاہ کے اردگرد گھومنے والا جانور عموماً چراگاہ میں گھس جاتا ہے"
ایک اور حدیث ہے کہ جو شبہات سے بچے وہ اپنے دین اور عزت کو بچا لیتا ہے
اور حضور علیہ السلام اس معاملہ میں سخت محتاط واقع ہوئے ہیں:
"واللہ انی لاتقاکم"
کہ "اللہ کی قسم، میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں"
پھر ہم کیسے تسلیم کریں کہ آپ اس حالت میں مباشرت کریں" (دو اسلام صہ۱۱)

## الجواب:

اس اعتراض میں پھر دہی کنایہ اور لغوی معنیٰ میں عدم فرق ہے۔ قرآن میں اعتزال اور عدمِ قرب
ترکِ جماع سے کنایہ ہے جس طرح عورت کے پاس آنا بھی جماع سے کنایہ ہے، یہاں ان الفاظ کا
استعمال لغوی معنیٰ میں نہیں، اور حدیث میں جو مباشرت کا لفظ آیا ہے وہاں لغوی معنی مراد ہے (جس
کی تفصیل ہم گذشتہ شمارہ میں بیان کر آئے ہیں)
شبہات کی حدیث کا بیان یہاں بے معنیٰ ہے کیونکہ مباشرت بمعنیٰ لغوی حلال ہے اور مباشرت
جو جماع سے کنایہ ہے وہ بحالتِ حیض و روزہ حرام ہے لہٰذا کوئی بات یہاں مشتبہات میں داخل نہیں!
اسی طرح اس حدیث "لاتقاکم" (کہ میں تم سب سے زیادہ متقی ہوں) کا یہاں پیش کرنا بھی
بے محل ہے، اس کا مطلب تو یہ ہے کہ جو کام آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا ہے وہ تقویٰ
کے خلاف نہیں۔ کیونکہ آپؐ تقویٰ کے انتہائی مقام پر ہیں۔
اسی طرح جو حدیث میں ہے:
"وکان املکم ..."
اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی حاجت پر قابو رکھتے تھے

دواعی شہوت سے آپ کے مغلوب ہونے کا اندیشہ نہ تھا، یعنی جس کو اندیشہ ہو وہ ایسا نہ کرے۔ دوسرا یہ مطلب ہے کہ دواعی شہوت کا استعمال کرنا اس لئے نہ تھا کہ آپ کو اپنی ذات پر کنٹرول تھا بلکہ اس لئے تھا کہ اس میں کسی قسم کی قباحت نہ تھی۔

اس کے بعد ایک اور حدیث ذکر کرتے ہیں:

"کردار رسول پر ایک اور جھوٹ:

"عن عائشۃ قالت کنت اغتسل انا والنبی صلعم من اناء واحد"

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ ایک ہی برتن میں نہاتے تھے۔" (بخاری)

مسلم میں اس طرح ہے: "جنابت کے غسل میں، میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے۔ مطلب یہ کہ حضور ازواج کے ہمراہ برہنہ غسل فرمایا کرتے تھے۔"　　(دو اسلام ص۲۱۱)

الجواب: حدیث میں تو صرف یہ ذکر ہے کہ دونوں ایک برتن میں سے غسل کیا کرتے تھے۔ اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ دونوں برہنہ ہوتے تھے۔ آگے جا کر خود ہی لکھتے ہیں "میں مانتا ہوں کہ شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں۔

اس کے بعد ایک اور حدیث ذکر کی ہے:

"عن عائشۃ قالت کنت اشرب وانا حائض ثم اناولہ النبی صلعم فیضع فاہ علی موضع فی فیشرب" (مسلم)

"حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں حیض کی حالت میں پانی پی کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیتی، وہ میرے منہ والی جگہ پر منہ رکھ کر بچا ہوا پانی پی جاتے۔" (دو اسلام ص۲۱۱)

الجواب: اس سے یہ دکھانا مقصود تھا کہ حیض والی عورت کا بچا ہوا پانی پلید نہیں اور نہ اس کا منہ پلید ہے۔

اس کے بعد کہتے ہیں:

"اور سنیئے، ابوسلمہ کہتے ہیں، میں اور حضرت عائشہ کا بھائی حضرت عائشہ کے پاس گئے آپ کے بھائی نے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلعم کس طرح غسل فرمایا کرتے تھے؟ حضرت عائشہ نے پانی سے بھرا ہوا ایک برتن منگوایا جس سے آپ نے غسل کیا اور سر پہ بھی پانی ڈالا درمیان میں ایک پردہ لٹکا ہوا تھا۔ (بخاری)

سوال یہ ہے کہ آیا یہ دونوں اس پردے میں حضرت عائشہ کو غسل کرتے دیکھ رہے

تھے؟ اگر جواب نفی میں ہے تو غسلِ رسول کی نمائش کرنے کا مقصد کیا تھا۔ اگر اثبات میں ہے تو پھر وائے افسوس کہ چار نامحرم آنکھیں حضرت عائشہ کو غسل کرتے دیکھیں؟
(دو اسلام ص۲۱۳)

**الجواب:**

محدثین جنہوں نے ذخیرہ احادیث ہم تک پہنچایا، اتنی عقل تو رکھتے تھے کہ جس حدیث پر ایک معمولی عقل والا آدمی بھی اعتراض کر سکتا ہے اور ایک کمزور ایمان والا عام سا مسلمان بھی ایسی بات کو غیرت کے منافی خیال کرے گا لہٰذا ایسی حدیث کو نقل نہ کرنا چاہیئے۔ پھر بھی انہوں نے اس حدیث کو نقل فرمایا تو اس سے ان کا مقصد کیا ہے؟

اصل میں حدیث کو بڑے غلط انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ یہاں مقصد غسلِ رسول کی نمائش نہ تھا بلکہ یہ بتلانا مقصود تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل کے لئے نہایت قلیل مقدار میں پانی استعمال فرماتے تھے۔

مائی صاحبہ نے ایک صاع کے قریب پانی منگایا اور پسِ پردہ اس سے غسل فرمایا، ابوسلمہ اور آپ کے بھائی نے آپ کو غسل کرتے ہوئے نہیں دیکھا کیونکہ درمیان میں پردہ تھا اور اصل مقصد یہ بتلانا تھا کہ اتنے قلیل پانی سے بھی غسل ہو سکتا ہے، مائی صاحبہ نے یہ خیال فرماتے ہوئے کہ شاید اس قدر قلیل پانی سے غسل کر لینا کسی کے لئے ناقابلِ یقین ہو، ایک صاع یا اس کے قریب پانی سے خود غسل کر کے اس امر کو حدِ یقین تک پہنچا دیا۔ اور یہ ہم تاویل نہیں کر رہے بلکہ یہاں امام بخاریؒ نے باب ہی یہ باندھا ہے:

"باب الغسل بالصاع ونحوہ"

کہ "ایک صاع اور اس کے قریب اتنے مقدار سے غسل جائز ہے"

اور یہ حدیث اسی باب کے ذیل میں دی گئی ہے۔ حدیث میں یہ لفظ ہیں:

"فدعت باناء نحو من صاع"

کہ "آپؓ نے ایک برتن میں جو صاع کے قریب تھا، پانی منگایا" جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سوال حقیقت میں پانی کی مقدار سے تھا نہ کہ غسل کے طریقہ سے، مؤخر الذکر صورت میں غسل کا پورا طریقہ زبانی بھی بتایا جا سکتا تھا جو کسی صورت بھی ناقابلِ یقین نہ تھا۔

پھر یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ابوسلمہؓ مائی صاحبہ کے رضاعی بھانجے تھے اور

اور دوسرے ان کے اپنے بھائی تھے۔ لہٰذا دونوں محرم تھے۔ جیسا کہ فتح الباری میں ہے۔

اس کے بعد لکھتے ہیں:

ذرا اس حدیث کے الفاظ دیکھئے:

"عن ابی ھریرۃ ان النبی صلعم قال اذا جلس بین شعبھا الاربع ثم جھدھا وجب علیہ الغسل وان لم ینزل۔"

ابوہریرۃ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا، جب کوئی مرد عورت کی ٹانگوں کے درمیان بیٹھ کر زور لگانا شروع کر دے تو اس کے لیے نہانا ضروری ہو جاتا ہے خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔" ——— حدیث کی زبان دیکھئے ——— !"

(دو اسلام ص۲۱۹)

**الجواب:**

یہ تو مترجم کا اختیار ہے چاہے مہذب لفظ استعمال کرے یا برہنہ، حدیث میں جو لفظ ہیں ان کا ترجمہ ٹانگوں کے درمیان بیٹھ کر زور لگانا صریح بے انصافی ہے۔ حدیث میں شعب کا لفظ جس کے لغوی معنے شاخوں اور ٹہنیوں کے ہیں اور یہ کنایہ ہے لیکن ٹانگوں کا لفظ صریح ہے۔ پھر "جہدہا" کا معنیٰ زور لگانے کے بھی ٹھیک نہیں بلکہ اس سے بہتر لفظوں میں اس کا ترجمہ ہو سکتا ہے۔ مثلاً پوری حدیث کا ترجمہ یوں کیا جا سکتا ہے کہ:

"جب کوئی شخص عورت کے پاس آئے تو خواہ انزال ہو یا نہ ہو، اس پر غسل واجب ہو جاتا ہے۔"

(باقی آئندہ، ان شاء اللہ)